یتیمان مسلم علیہ السلام

تالیف

حسین صبوری صاحب

مترجم

محمد سلیم علوی

Presented by Ziaraat.Com

یتیمانِ مسلمؑ

زندان کی نمی اور غلاظت جو زندان کے بالکل قریب پڑی ہوئی تھی اس کی بد بو نے فضا کو آلودہ کر رکھا تھا نیز زندان کی چار دیواری میں بد بودار فضا انسان کے گلوگیر ہو رہی تھی جسمیں سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا، وہ معمولی سی روشنی جو دروازے کے نیچے سے آ رہی تھی زندان کی تاریکی سے برسرِ پیکار تھی، زندان کے ہمہ گیر سکوت و خاموشی کو وہ موٹے موٹے چوہے توڑ رہے تھے جو زندان میں ادھر ادھر دوڑتے ہوئے دیواروں کے اوپر نیچے پھر رہے تھے اور دو قیدی بچوں کے ارد گرد گھوم رہے تھے۔

محمد دس سال کے تھے اور ابراہیم کا سن تقریباً آٹھ سال تھا وہ دونوں چھوٹے بچے جو عربی لباس پہنے ہوئے تھے بہت میلا ہو چکا تھا اور ان کے لمبے بال آپس میں چپک گئے تھے جس سے ان کی خوبصورتی اور زیبائی چھپ گئی تھی لیکن یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی ان کے چہرے ان کے اعلیٰ نسب ہونے کی نشاندہی کر رہے تھے۔

وہ جس لباس کو پہنے ہوئے تھے اتنا بوسیدہ اور میلا تھا کہ اسے دیکھنے کے بعد یہ

www.Ziaraat.Com
Sobeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ اس کا حقیقی رنگ کیا ہے۔

چھوٹے بھائی ابراہیم کے نزدیک ایک خالی کوزہ پڑا ہوا تھا اور وہ سوکھی روٹی دانتوں سے چبا رہا تھا اس کی آنکھوں سے اس قدر آنسو بہ رہے تھے کہ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اس وقت چھوٹے بھائی ابراہیم نے بڑے بھائی محمد کی طرف رخ کر کے کہا؛

بھیاّ آخر ہم کب تک اس قید خانہ میں رہیں گے۔ بڑے بھائی نے جواب دیا: بھیاّ میں بھی آپ سے یہی پوچھنے والا تھا کہ آخر ہمیں کب تک اس زندان میں رہنا ہے۔ بھیاّ ہمیں تقریبا ایک سال نہائے ہوئے ہو گیا ہے اب ہمارے بدن سے بو آنے لگی، ہمارے بال آپس میں چپک گئے اور ہماری آنکھوں میں بھوک کی وجہ سے حلقے پڑ گئے ہیں اس لئے کہ جب سے اس قید خانہ میں آئے ہیں ایک مرتبہ بھی ہمیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوا اور اگر ایسا ہی ہوتا رہا تو ایک دن ہم بھوکے اور پیاسے اس زندان میں مر جائیں گے۔

محمد اس وقت اپنے سر کو پکڑے ہوئے افسوس کر رہے تھے اور اپنا زانو بغل میں دبائے بیٹھے تھے، چھوٹے بھائی ابراہیم کے قریب آئے اور اس کو اپنی آغوش میں لے لیا اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہنے لگے:

بھیا اب تم ہی بتاؤ ہم کیا کریں، ہمارے اختیار میں کچھ نہیں ہے۔

ابراہیم: آخر کیوں ہمارے اختیار میں نہیں ہے یہ تو ٹھیک ہے اس قید خانہ کے

Presented by Ziaraat.Com

ضعیف نگہبان نے ہم پر بہت زیادہ سختیاں کر رکھی ہیں لیکن ظاہری طور پر دیکھنے کے بعد برا اور بے دین انسان تو معلوم نہیں ہوتا وہ ہر روز عصر کے وقت ہمارے لئے روٹی اور پانی لیکر آتا ہے، آج جس وقت وہ ہمارے لیئے کھانا لیکر آئے گا تو ہم اس سے بات کریں گے اور اس سے اپنا تعارف کرائیں گے شاید اس کو ہمارا حال سنکر ہم پر رحم آجائے اور پھر شاید ہم پر اس قدر سختیاں نہ کرے۔

محمد: آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

بھیا مجھے پورا یقین ہے وہ نہیں جانتا کہ ہم خانوادہ رسول ﷺ سے ہیں، کچھ نہ سہی وہ مسلمان تو ہے، اگر اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہم خانوادہ رسولؐ سے ہیں، تو پھر وہ شاید ہم پر اسقدر سختیاں نہیں کرے گا، ابھی یہ دونوں بھائی آپس میں باتیں کر ہی رہے تھے کہ دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی، اور دروازہ کے پیچھے سے روشنی قید خانہ کے اندر آنے لگیں، جس سے بچوں کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں، وہ اپنی آنکھیں کبھی کھولتے تھے اور کبھی بند کرتے تھے، اس سے اپنی آنکھوں کو بچانے کے لئے انہوں نے اپنی آستینوں کو پلکوں کے اوپر رکھ لیا۔

ایک ضعیف مرد جس کی کمر خمیدہ اپنے ایک ہاتھ میں پانی کا چھوٹا سا کوزہ اور دوسرے ہاتھ میں دو چھوٹی چھوٹی روٹی لئے ہوئے قید خانہ میں داخل ہو کر کچھ دیر کیلئے ٹھہر گیا تا کہ زندان کی تاریکی سے مانوس ہو جائے۔

اس کے بعد اس نے اس پانی سے بھرے چھوٹے سے کوزہ اور روٹی کو زمین پر

Presented by Ziaraat.Com

رکھا اور کھنکھارتا ہوا واپس دروازہ کی طرف چل دیا اس کو بند کر کے پھر دوبارہ بھرا ہوا چھوٹا سا کوزہ اور روٹی لیکر زینہ کی سیڑھیوں کو شمار کرتا ہوا آہستہ آہستہ نیچے کی طرف آنے لگا ایک......دو......تین......چار...... اس طرح جب وہ بچوں کے قریب پہونچا تو زینہ کی سولہ سیڑھیوں کو شمار کر چکا تھا اس نے تازہ سانس لی اور دونوں بھائیوں سے پوچھا آخر تم کیا باتیں کر رہے تھے خدا کی قسم بالکل صحیح صحیح بتاؤ۔

میں اگر بوڑھا ہو گیا ہوں تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں قوت سماعت سے بھی محروم ہوں۔ بڑے بھائی محمد نے اپنے پیروں اور ہاتھوں کو سمیٹا اور اس سے کہا کہ نہیں نہیں ہم سر گوشی نہیں کر رہے تھے، ہم نے کوئی بری بات نہیں کہی ہے ہم تو صرف یہ....ہم تو صرف...

ضعیف مرد نے ان کا کلام قطع کرتے ہوئے جھلا کر کہا یہ صرف صرف کیا لگا رکھا ہے صحیح صحیح بتاؤ کیا باتیں کر رہے تھے؟

اس بار چھوٹے بھائی ابراہیم نے جواب دیا کہ ہم ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ یہ ضعیف مرد بہت اچھا اور نیک معلوم ہوتا ہے۔

خیر تم کیا چاہتے ہو؟

ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا آپ محمد بن عبداللہ کو جانتے ہیں۔

ضعیف مرد پانی اور روٹی کو زمین پر رکھ ہی رہا تھا کہ جیسے ہی اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنا تو آہستہ آہستہ بڑی زحمت ومشقت کے ساتھ ان کے سامنے زمین پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے کہا....یہ تم کیا سوال کرتے ہو؟ خیر میں محمد بن عبداللہ کو جانتا ہوں

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

وہ ہمارے آخری نبیؐ ہیں اور میں بھی مسلمان ہوں۔

ابراہیم اور محمد دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو خوشی سے اب ان کی آنکھیں بار بار کھلتی اور بند ہو جاتی تھیں ان کے مسکراتے ہوئے چہرے سے خوشی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ بڑے بھائی محمد نے پوچھا:

آپ جناب جعفر طیّار کو بھی جانتے ہیں؟

ہاں میں جناب جعفر طیّار کو بھی جانتا ہوں۔ اور اب اس کے بعد کہنے لگا آخر کون ایسا مسلمان ہے جو انہیں نہیں جانتا پروردگار عالم نے جعفر طیّار کو دو بال و پر عطا کیے ہیں تاکہ وہ ان کے ذریعہ جنّت میں جہاں چاہیں پرواز کریں۔ اور یہ ان ہاتھوں کے عوض عطا کیے گئے ہیں جو راہ خدا میں جنگ کرتے ہوئے دشمنوں نے ان کے بدن سے جدا کر دیئے تھے۔

حضرت علی بن ابی طالبؑ کون ہیں کیا آپ انہیں بھی جانتے ہیں؟

ضعیف مرد نے کہا کہ: عجیب سوال کرتے ہو آخر کون ہے اس دنیا میں جو علی بن ابی طالبؑ کو نہیں جانتا علی بن ابی طالبؑ وہ پہلے انسان ہیں جو سب سے پہلے پیغمبر اسلامؐ پر ایمان لائے۔ وہ پیغمبر اکرمؐ کے چچازاد بھائی۔ دامادِ پیغمبرؐ اور حضرت فاطمہ زہرا (س) کے شوہر ہیں، وہ شیر خدا ہیں اگر ان کی تلوار نہ چلتی تو دین الٰہی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا تھا اگر وہ نہ ہوتے تو آج ہم مسلمان نہ ہوتے وہ چوتھے خلیفہ اور جانشین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

پھر دوسری مرتبہ دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کی طرف حیرت سے مسکراتے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے دیکھا اور اب وہ کلی جیسے چہرے گل کی طرح کھلنے لگے۔

بڑے بھائی محمد نے اس گفتگو کو برقرار رکھتے ہوئے کہا کیا آپ جناب عقیلؑ اور جناب مسلمؑ کو بھی جانتے ہیں وہ کون تھے؟

ہاں میں انہیں بھی جانتا ہوں یہ اسلام کی بزرگ اور محترم شخصیتوں میں سے ہیں جناب عقیل حضرت علی بن ابی طالبؑ کے حقیقی اور پیغمبر اکرمؐ کے چچازاد بھائی تھے جناب مسلمؑ بھی فرزند عقیل اور حضرت علیؑ کے داماد تھے۔

آخر تم مجھ سے یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو؟ اس کمسنی میں انہیں کہاں سے جانتے ہو؟ غصہ میں اس نے چھوٹے بھائی ابراہیم کا گلا پکڑ کر اس کو ابھی تھوڑا سا اوپر اٹھایا ہی تھا کہ ابراہیم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے انہوں نے روتے ہوئے کہا: آخر ہم انہیں کیوں نہ پہچانیں ہم جناب مسلم بن عقیلؑ کے فرزند اور خاندان رسولؐ سے ہیں۔

کیا آپ کو نہیں معلوم کہ ہمارے دو بڑے بھائیوں کو میدان کربلا میں ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیا گیا؟ ابھی تو اس واقع کو ہوئے ایک ہی سال گزرا ہے۔

جیسے ہی اس ضعیف مرد نے یہ سنا فوراً ابراہیم کو چھوڑ دیا اور لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اپنے سر کو پیٹتا ہوا کہنے لگا:

وائے ہو مجھ پر یہ کیا ہو گیا ہائے میں بد بخت ہو گیا میری دنیا تو خراب تھی ہی آخرت بھی لٹ گئی۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ ایک اسلامی حکومت کی خدمت کر رہا ہوں لیکن لیکن یہ.... مجھ سے کیا ہو گیا یہ تو جو میں سوچ رہا تھا اس کے برعکس ہو گیا۔

www.ziaraat.com Saeed-e-Sajna

Presented by Ziaraat.Com

فوراً اس نے آگے بڑھ کر بچّوں کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اب بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ التماس کرتا ہوا ان سے پوچھنے لگا تم کو خدا کا واسطہ تم نے جو کچھ کہا ہے کیا وہ سچ ہے؟

وائے ہو مجھ پر.....وائے ہو مجھ پر....

میں تم پر مظالم ڈھاتا رہا تمہارے لئے سوکھی روٹی اور تھوڑا سا پانی لیکر آتا تھا میں نے تم کو کبھی اتنی اجازت نہ دی کہ تم بلند آواز سے گریہ کرسکو! وہ زار و قطار رو رہا تھا اور فریاد کر رہا تھا۔ خدا کی قسم میں تم کو نہیں جانتا تھا کہ تم کون ہو ؟ اولادِ پیغمبرؐ ہونا تو بہت دور کی بات ہے میں نے تو کبھی یہ بھی نہیں سوچا تھا کہ تم مسلمان ہو۔ دونوں بھائیوں کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دینے لگا اور کہنے لگا مجھے معاف کردو یہ مجھ سے بہت بڑی بھول ہو گئی میں تمہارا غلام ہوں اور اسی میں فخر کرتا ہوں۔

اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں تاکہ مجھ سے جو یہ ظلم ہوا ہے اس کی تلافی ہو سکے، دونوں بھائیوں نے روتے ہوئے ضعیف مرد کو اپنے قدموں سے اُٹھایا اور پھر بڑے بھائی

محمد نے کہا:

ہم کو آپ سے ذرّہ برابر بھی شکوہ نہیں ہے اور ہم آپ کو زیادہ زحمت نہیں دینا چاہتے اس لئے کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ کو اس کام کے انجام دینے پر مامور کیا گیا ہے یقیناً خدا آپ کو معاف کرے گا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ آپ ہمیں نہیں جانتے تھے کہ ہم کون ہیں آپ صرف اتنی مہربانی کریں کہ ہم پر اس قدر سختیاں نہ کریں اس لئے کہ ہم نے کوئی

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

محمد نے کہا :

اے امّاں ہم دونوں بچے خاندان رسولؐ سے ہیں رات کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے اور بیابان جنگل میں لاوارث بے وطن اور آوارہ پھر رہے ہیں، ہمارے پاس نہ رہنے کیلئے کوئی جگہ ہے اور نہ ہی ہمارے ماں باپ ہیں جو ہمارا انتظار کر رہے ہوں، امّاں جان کئی ہم شب و روز سے خوف وہراس کے عالم میں سرگردان پھر رہے ہیں، اور شدّت بھوک و پیاس کی وجہ سے اب قوّت گویائی بھی نہیں رہی۔

ضعیفہ حیرت واستعجاب کے عالم میں ان کی طرف دیکھ کر کہتی ہے آخر یہ دو بچے جو خاندان رسولؐ سے ہیں اس ویران جنگل میں کیا کر رہے ہیں؟

امّاں جان کیا آپ جناب مسلم بن عقیلؑ کو جانتی ہیں؟

ہاں میں جناب مسلم بن عقیلؑ کو جانتی ہوں کوفہ کے بے غیرت لوگوں نے انہیں یہاں بلایا کچھ دن مہمان رکھا اور پھر چند روز کے بعد سب نے انہیں یک وتنہا چھوڑ دیا یہاں تک کہ ابن زیاد کے جلاّدوں نے ان کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ لیکن جناب مسلمؑ بہت بہادر تھے انہوں نے لڑتے لڑتے عبیداللہ کے دسیوں سپاہیوں کو واصل جہنم کیا اور پھر اس کے بعد زخمی ہو کر اسیر ہو گئے میں نے سنا ہے کہ جناب مسلمؑ کے دو بچوں کو میدان کربلا میں شہید کر دیا گیا ہے۔

امّاں جان آپ تو جناب مسلمؑ سے بہت اچھی طرح واقف ہیں؟

کوفہ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو جناب مسلمؑ کو نہ جانتا ہو انہیں امام حسینؑ

Presented by Ziaraat.Com

دونوں بھائیوں نے اس ضعیف مرد کی ان باتوں کو سن کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو بہت خوش نظر آنے لگے حتیٰ کہ آنکھیں نم ہو گئیں۔ آپس میں بغلگیر ہو گئے اور کہنے لگے خدا کا شکر اب ہماری مصیبت کے دن تمام ہو گئے اور اب ہم پھر انشاءاللہ اس قید خانہ سے نکل کر آسمان اور زمین میں سورج اور چاند ستاروں اور درختوں کو دیکھیں گے، دریا کے پاس جائیں گے، نہائیں گے اور پانی سے سیراب ہوں گے۔ یقیناً اب ہمارا دل بہت خوش ہے۔

☆☆☆

جب رات ہو گئی اور زمین نے سیاہی کی چادر اوڑھ لی اور چمگادڑ زندان کے قریب اندھیرے میں پرواز کرنے لگیں ان کی آوازیں گھٹاٹوپ اندھیری فضا میں گونجنے لگیں اچانک قید خانہ کے زینہ پر ضعیف نگہبان کے قدموں کی آہٹ سنائی دینے لگی محمد اور ابراہیم دونوں بھائی سانس کو سینے میں روکے ہوئے بہت غور سے اس آہٹ کو سننے لگے اچانک دروازہ کھلنے کی آواز آئی نگہبان ایک معمولی سی شمع ہاتھ میں لئے قید خانہ کے اندر داخل ہوا دونوں بھائی اپنی جگہ سے ایک دم کھڑے ہو گئے اور نگہبان کے اشارے کے مطابق چپ چاپ چلنے لگے آہستہ آہستہ قدم زمین پر رکھتے ہوئے زینہ کے ذریعہ اُوپر ایک چھوٹی سی جگہ پہونچے پھر وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ دائیں طرف مڑ کر پھر ایک زینہ کے ذریعہ اُوپر گئے زینہ پر چڑھتے جاتے تھے اور اس کی سیڑھیوں کو شمار کرتے جاتے تھے۔ آٹھویں سیڑھی سے عبور کرنے کے بعد اس ضعیف مرد کے صحن خانہ میں داخل ہو گئے

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

وہاں پہنچ کر وہ سمجھے کہ یہ ایک چھوٹا سا قید خانہ ہے جو اس ضعیف مرد کے گھر میں خصوصی طور پر بنایا گیا ہے اور یہاں پر کوئی دوسرا نگہبان نہیں رہتا ہے ایک سال سے پہلے جب وہ اس زندان میں منتقل کئے گئے تھے تو اس وقت ان کی آنکھیں اور ہاتھ بندھے ہوئے تھے مگر اب ایسا نہیں ہے ضعیف مرد نے صحن کے دروازہ کو کھولا اور باہر نکلنے سے پہلے شمع کو خاموش کر دیا

تمام اہل شہر سو چکے تھے کوئی بھی شخص گلی میں آتا جاتا نظر نہیں آرہا تھا۔

دونوں بھائی پھر ضعیف مرد کے اشارہ کے مطابق چلنے لگے تا کہ وہ اس شہر کی آخری گلی سے نکل کر جنگل میں داخل ہو جائیں ضعیف مرد نے ایک پانی سے بھرا کوزہ اور دو روٹی جو بغل میں دبائے ہوئے تھا ان بچوں کو دے دی اپنی آنکھوں سے جاری آنسوؤں کو بار بار صاف کرتا تھا اور کہتا تھا:

میرے پیارو! خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے اس راستہ سے چلے جاؤ خود خداوند کریم تمہاری اس مشکل کو آسان کرے گا، تم بہت احتیاط سے جانا، کیونکہ اس علاقہ میں تمہارے دشمن بہت زیادہ ہیں، لہٰذا تم اپنے آپ کو بالکل نہ پہچوانا دن کے وقت کہیں چھپ جایا کرنا، اور لوگوں کی نظروں سے خود کو محفوظ رکھنا، راتوں میں سفر کرنا، اور جو میں نے کہا ہے اسے خوب ذہن نشین کر لینا!

ہاں ہم سمجھ گئے:

دیکھو جو میں نے کہا ہے اسے فراموش نہ کرنا وقت آخر ضعیف مرد نے ان یتیمان مسلمؑ کے سروں پر دست شفقت پھیرا اور رخصت ہو گیا۔ لیکن جب تک نظر آتے رہے ان

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
Presented by Ziaraat.Com

دونوں بھائیوں کی طرف مڑ مڑ کر دیکھتا رہا اور پھر خدا حافظ کہہ کر رات کے اندھیرے میں گم ہوگیا دونوں بھائی ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے رات کے سناٹے اور سنسان جنگل میں نا معلوم منزل کی طرف چل رہے تھے راستہ اتنا خطرناک تھا کہ جس میں گیدڑوں اور کتوں کی آوازیں رات کے سناٹوں کو چیرتی ہوئی ان کے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں۔

☆☆☆

رات کا ایک حصہ گزر گیا محمد و ابراہیم دونوں بھائی تھکے ہارے اور پیاسے نہر فرات کے کنارے چل رہے تھے جہاں انہیں ان کی تقدیر لے جا رہی تھی چلتے چلتے اچانک ایک گھر سے معمولی سی روشنی باہر نظر آئی دونوں بھائی اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اس روشنی کو دیکھ کر اس کی طرف چلنے لگے چند قدم چلنے کے بعد کیا دیکھا ایک ضعیفہ اپنے گھر کی چوکھٹ پر کھڑی کسی کا انتظار کر رہی ہے۔

بچے اس کے قریب گئے اور سلام کیا:

السلام علیک یا ام: اماں جان آپ پر ہمارا سلام ہو۔

علیکم السلام:

ضعیف عورت نے جواب سلام کے بعد پوچھا:

تم دونوں رات کے وقت اس سنسان اندھیرے جنگل میں کیا کر رہے ہو؟ تمہیں چاہئے کہ اس وقت اپنے ماں باپ کے پاس آرام کرو، تمہیں یہ خیال نہیں ہے کہ اس وقت تمہارے ماں باپ تمہارے لئے کتنا پریشان ہوں گے۔

Presented by Ziaraat.Com

گناہ نہیں کیا ہے جس کے بدلے میں ہمیں یہ سزا مل رہی ہے ہم دو بچے ہیں اس سے زیادہ تو نہیں ہیں اور وہ بھی دو ایسے یتیم بچے ہیں کہ جن سے ہر چیز اور ہر سکون چھین لیا گیا ہے ہمارے ماں باپ اور ہمارے اقربا کو ہم سے دور کر دیا گیا ہے۔

نہیں نہیں میرے پیارو میں تم پر صرف سختیاں نہ کروں اور اس قید خانہ میں رکھوں اس سے میرے گناہوں کا جبران نہیں ہوگا بلکہ یہ تو میری ایک اور زیادتی شمار ہوگی یہ تو ظلم پر ظلم ہے۔ فقط اب تم چند لمحوں کیلئے صبر کرو تا کہ اندھیرا ہو جائے اور شہر کے لوگ سونے لگیں پھر اس کے بعد میں تمہارے لئے قید خانہ کے دروازہ کو کھول دوں گا اور پھر جہاں تمہارا دل چاہے چلے جانا۔

جہاں ہمارا دل چاہے ہم وہاں چلے جائیں کیا یہ ممکن ہے؟ کیا آپ عبید اللہ بن زیاد کو نہیں جانتے وہ کس قدر ظالم و جابر ہے؟ اگر آپ نے ہمیں اس قید خانہ سے آزاد کر دیا تو جیسے ہی عبید اللہ (لعنہ اللہ) کو پتہ چلے گا وہ فوراً آپ کو سولی پر چڑھا دے گا آپ کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر دے گا اور آپ کے گھر میں آگ لگا دے گا۔ ہم یہ بالکل نہیں چاہتے کہ آپ کو ہماری وجہ سے مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہم پر اس قدر سختیاں نہ کریں اسی میں ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔

نہیں میرے پیارو! عبید اللہ اور اس کے باپ پر لعنت ہو۔ عبید اللہ جو چاہے وہ کرے اب میری عمر ڈھل چکی ہے بڑھاپا آ گیا اور اب مرنا ہی مرنا ہے جس طرح بھی ہو سکے گا میں حتماً تم کو آزاد کروں گا بعد میں میرے ساتھ جو بھی ہو وہ ہوتا رہے۔

www.Ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

نے کوفہ بھیجا تھا۔

اماں جان آپ یہ بھی جان لیں کہ ہم دونوں بھائی جناب مسلم بن عقیلؑ ہی کے فرزند ہیں .امام حسینؑ کے قافلہ کے ساتھ میدان کربلا تک آئے تھے پھر ہمیں اسیر کرلیا گیا اس وقت سے لیکراب تک ہم دونوں بھائی ایک قیدخانہ کے اندر تھے آج ہمیں اس قیدخانہ سے نکلے ہوئے دو دن ہوگئے ہیں اور اب لاوارث آوارہ وطن اس بیابان میں اِدھر اُدھر بھٹک رہے ہیں۔ ضعیفہ نے جیسے ہی ان بچّوں کی باتوں کو سنا فوراً آگے بڑھ کر دونوں بھائیوں کو اپنے سینے سے لگالیا اور انہیں پیار کرنے لگی اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکلنے لگے روتے ہوئے ضعیفہ نے کہا میں آپ کے اندر خوش بوئے رسول ﷺ محسوس کررہی ہوں کاش میں تمہاری خدمت کرسکتی تاکہ روز قیامت رسول خداؐ کے سامنے منہ دکھانے کے قابل ہوجاتی لیکن ہائے میں کیا کروں۔۔۔؟

میں تمہارے لئے خوف زدہ ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اوپر کوئی مصیبت آپڑے۔

اماں جان اگر آپ ہماری خدمت کرنا چاہتی ہیں تو صرف آپ آج رات ہمیں اپنے گھر میں سونے کی اجازت دے دیجئے ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی آپ کے گھر سے چلے جائیں گے۔

میں تماری کنیز ہوں مگر میرے داماد نے مجھ سے اس شب یہاں آنے کیلئے کہا ہے، اور وہ ایسا بدترین انسان ہے جو خدا سے بالکل بے خبر ہے میدان کربلا میں امام حسین

Presented by Ziaraat.Com

علیہ السلام کے خلاف اس نے جنگ کی ہے اگر اس نے تم کو دیکھ لیا تو تمہیں عبید اللہ کے حوالہ کر دے گا پھر تمہارے سروں کو تن سے جدا کر دے گا میں تم سے گزارش کرتی ہوں کہ جتنا بھی جلدی ہو سکے یہاں سے دور چلے جاو، اس کے علاوہ جس چیز کی تم کو ضرورت ہو میں حاضر کرتی ہوں۔

محمد نے کہا:

امّاں جان آپ دیکھ رہی ہیں یہ میرا بھائی مجھ سے بہت چھوٹا ہے ابھی اس کی عمر صرف آٹھ سال کی ہے وحشی جانوروں سے یہ بہت ڈرتا ہے گذشتہ شب اس کا پیر ایک سانپ کے قریب رکھا گیا سانپ سنسناتا ہوا بہت تیزی کے ساتھ وہاں سے دور چلا گیا۔لیکن میرے بھائی نے فوراً چیخ ماری جو اس سنسان جنگل کے اندھیرے میں گونجنے لگی اس کے بعد ہم دونوں بھائی صبح تک اس بیابان میں کتے گیدڑ اور مختلف جانوروں کی خوفناک آوازیں سنتے رہے اور ایک لمحہ کیلئے بھی میرا بھائی نہیں سویا خوفناک آوازوں کو سن کر لرزنے لگتا تھا اور یہ مجھ سے چمٹ جاتا تھا امّاں جان اب میں کیا کروں اس لئے کہ میں خود بہت ڈرتا ہوں اور آدھی رات ہو رہی ہے کہاں جائیں اگر ہو سکے تو آپ ہم پر یہ احسان کریں کہ فقط اس شب ہم کو مہمان رکھ لیجئے اور اپنے گھر کے اندر سونے کی اجازت دے دیجئے ہم آپ سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ ہم بھوکے ہی سو جائیں گے فقط اس رات ہمیں اپنے گھر رکھ لیجئے۔

میں تمہاری بات قبول کرتی ہوں مگر اس شب اگر میرا داماد آ گیا تو پھر کیا ہوگا۔امّا

Presented by Ziaraat.Com

جان آپ مہربانی کریں اب بہت دیر ہوگئی ہے امید ہے کہ اس شب آپ کا داماد یہاں نہیں آئے گا۔

☆☆☆

آج ایک سال اور کچھ دنوں کے بعد ان دونوں بھائیوں نے گرم و تازہ کھانا کھایا کھانا کھا کر ہارے تھکے دونوں بھائی ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈال کر لمبی نیند سو گئے ضعیفہ نے دوسرے کمرے سے سبز رنگ کا کمبل لا کر بچوں کو اوڑھا دیا اور بہت پیار محبت سے بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

جس وقت یہ ضعیفہ بچوں کو کمبل اوڑھا رہی تھی تو اچانک اس کی نظر جناب مسلمؑ کے یتیم بچوں کے قدموں پر پڑی۔ کیا دیکھا چھوٹے چھوٹے زخمی پیر خون آلود ہیں اور آنسو آنکھوں کے اطراف میں حلقہ لگائے ہیں ابھی بچوں کے قریب بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ دروازہ کے کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی ضعیفہ کے ہوش اڑ گئے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

بچوں کو کمبل سے ڈھک دیا اور پھر دروازہ کے پیچھے جا کر اپنی دھڑکنوں کو قابو میں کر کے پوچھنے لگی کون ہے؟ جو رات کے وقت دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے ضعیفہ بہت دبی ہوئی آواز میں پوچھ رہی تھی اس لئے کہ کہیں سوئے ہوئے بچے بیدار نہ ہو جائیں۔

اتنے میں کرختگی سے ایک شخص آواز دیتا ہے میں ہوں تیرا داماد اپنے غلام اور فرزند کے ساتھ آیا ہوں جلدی کر دروازہ کھول ہم بہت زیادہ تھک گئے ہیں اب کھڑا بھی

Presented by Ziaraat.Com

نہیں ہوا جا رہا۔ آخر تم اب تک کہاں تھے میں کافی دیر تک دروازہ پر کھڑی تمہارا انتظار کرتی رہی اور تم نہیں آئے؟

اس طرح مجھ سے اصول دین نہ پوچھ جلدی کر دروازہ کھول اے نادان عورت۔

صبح سورج طلوع ہونے سے اب تک بیابان جنگل اور کوفہ کے اِرد گرد بڑی زحمت و مشقت اٹھاتے رہے تاکہ ان بچّوں کو تلاش کر کے عبیداللہ بن زیاد سے انعام حاصل کریں مگر بہت مصیبتیں اٹھائیں لیکن ان کو تلاش نہ کر پائے۔

یہ بات سن کر عورت حواس باختہ ہوگئی اس ضعیفہ نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے دروازہ کھولا تینوں مرد اسلحہ سے لیس تھے جن میں ایک مرد سیاہ رنگ و ایک مرد عرب اور ایک ادھیڑ عمر شخص جس کے سر پر ایک بھی بال نہ تھا اور اس کی مونچھیں لمبی تھیں گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے غش کھا کر زمین پر گر پڑا۔

ضعیفہ معلوم کرتی ہے: ابھی تم نے انعام کے لئے کہا تھا آخر کس نے یہ انعام معیّن کیا ہے۔

اس ادھیڑ عمر شخص نے زحمت و مشقت سے جواب دیا۔

عبیداللہ بن زیاد نے دو ہزار درہم ۔۔۔ سمجھ گئی۔

اور وہ بھی دو چھوٹے بچّوں کے سر قلم کرنے کے لئے۔

دو ہزار درہم !؟ وہ بھی ان معصوم بے گناہ بچّوں کے سر قلم کرنے کے لئے۔

کس نے کہا ہے وہ معصوم بے گناہ ہیں؟

www.Ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

آخر بچے ہی تو ہیں بچے تو گناہ نہیں کرتے۔

لیکن یہ مسلم بن عقیلؑ کے دو بچے زندان سے فرار کر گئے ہیں امیر عبید اللہ (لعنہ اللہ) کے زندان سے فرار کرنا کیا یہ گناہ سے کم ہے ؟

آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو؟

جو ہم چاہتے ہیں وہ تجھے خوب اچھی طرح سے معلوم ہے کہ ان کا سر قلم کر کے امیر عبید اللہ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد ان سے انعام حاصل کریں گے۔

چھوڑو اس انعام کے چکر میں نہ پڑو۔ وہ انعام جو پیغمبر ﷺ کے بچوں کا سر قلم کرنے کیلئے معین کیا گیا ہو اس میں کوئی اچھائی نہیں ہے ایسے برے کام سے بدبختی آتی ہے اور انسان کی دنیا اور آخرت دونوں کو آتش جہنم میں ڈال دیتی ہے۔

بہت اچھے کوئی اچھائی نہیں ہے یہ عورت تو ہم تینوں کو درس اخلاق دے رہی ہے . پیسہ پیسہ ہے اس سے کیا فرق پڑتا ہے وہ کسی بھی طرح سے کیوں نہ آئے چاہے حلال طریقہ سے حاصل ہو چاہے حرام طریقہ سے حاصل ہو۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ تجھے ان کی خبر ہو؟

ضعیفہ کہتی ہے! کیا کہا کیسی خبر تم صبح سے لیکر رات تک ہر جگہ انہیں تلاش کر چکے اور اس کے باوجود بھی تم کو نہیں معلوم کہ وہ کہاں پر ہیں تو پھر گھر میں بیٹھی اس عورت سے کیا پوچھتے ہو؟ یہ کیسی باتیں کرتے ہو ؟ اگر کہو تو میں تمہارے لئے کھانا حاضر کرتی ہوں۔ کھانا کھا کر سو جاؤ!

کھانا نہیں کھائیں گے اس لئے کہ جلدی سونا ہے اور صبح سویرے اٹھنا ہے تا کہ

Presented by Ziaraat.Com

انہیں تلاش کر کے دو ہزار کا انعام حاصل کر لیں۔ اس نے یہ کہا اور پھر چند لمحوں کے بعد ان کے خراٹے فضا میں بلند ہونے لگے۔

☆☆☆

جناب مسلمؑ کے دونوں بچے سوتے ہوئے ایک دوسرے سے چمٹے بے خودی میں بولنے لگے۔ (یعنی دونوں بھائی سوتے ہوئے باتیں کرنے لگے) نہیں نہیں نہیں........ تم کو ہم سے کوئی واسطہ نہیں ہے ہم دونوں بھائی بے گناہ ہیں ہم نے کوئی برا کام نہیں کیا ہے لہذا آپ ہم پر رحم کریں خدا آپ پر رحم کرے گا ہم دو چھوٹے سے بچے ہیں اور ہم دونوں بچے خاندان رسول ﷺ سے ہیں۔۔۔

اتنے میں ادھیڑ عمر آدمی کی آنکھ کھل گئی اور اب وہ مست اُونٹ کی طرح بڑے غور سے اپنے کانوں کو ان کی طرف لگائے ہوئے ان کی آواز سننے لگا۔ اور پھر دبے قدموں سے راستہ تلاش کرتے ہوئے آواز کی سمت چلنے لگا جیسے جیسے اندھیرے میں اس آواز کے سہارے چل رہا تھا بار بار دیوار سے ٹکرا رہا تھا۔

چلتے چلتے اس کا ہاتھ ایک چھوٹے کمرے کے پردہ پر پڑا اس نے اس پردہ کو کھینچ کر ایک طرف کیا اور کمرہ میں داخل ہو گیا پھر دونوں بچوں کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے لپک کر ابراہیم کو دبوچ لیا۔ ابراہیم فوراً نیند سے بیدار ہو گئے ابراہم کی چیخ نکلنے ہی والی تھی لیکن انہوں نے اپنے اُوپر قابو پا کر محمد کو نیند سے بیدار کیا محمد اپنے ہاتھوں سے آنکھوں کو ملتے ہوئے پوچھتے ہیں ابراہیم کیا ہوا مجھے کیوں بیدار کیا؟

Presented by Ziaraat.Com

اُٹھے اُٹھے جس چیز کا ہمیں خوف تھا وہ ہمارے سر پر آپڑی بھائی ہم مشکل میں پھنس گئے ہیں۔

محمد فوراً چونک کر اٹھے اور اب جو یہ منظر دیکھا تو دونوں بھائیوں کے بدن لرزنے لگے اور دانت آپس میں اس طرح بجنے لگے جیسے کوئی شخص سردی کے موسم میں برف کے درمیان برہنہ کھڑا ہو سب کے سب سونے والے بیدار ہو گئے اور دونوں بھائیوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

ان میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ سچ سچ بتاؤ تم کون ہو؟

بچوں نے کہا: آپ کون ہیں؟

میں اس گھر کا مالک ہوں؟ تم کون ہو؟

گر ہم سچ بتائیں تو کیا ہماری جان امان میں ہے؟

ہاں اگر سچ بتاؤ گے تو تمہاری جان بچ جائے گی۔

خدا اور رسول کی امان میں؟

ہاں خدا اور رسول کی امان میں۔

خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے اور وہ ہماری جان کے ضامن ہیں۔

ہاں ٹھیک ہے۔ ہم خدا اور اس کے رسول کو شاہد قرار دیتے ہیں۔

جب آپ نے خدا اور رسولؐ کی امان میں ہمیں دے دیا۔ تو پھر جان لیجئے کہ ہم آپ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے جناب مسلم بن عقیلؑ کے فرزند ہیں ہم قید خانہ سے

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina
Presented by Ziaraat.Com

نکل کر یہاں آگئے ہیں۔

توتم ہی نے زندان سے فرار کیا ہے میں ہر جگہ تم کو تلاش کرتا رہا خیر تم مل گئے۔

اے غلام! ایک رسّی لا اور ان دونوں کو مضبوطی سے رسّی میں باندھ دے تاکہ دوبارہ فرار نہ کر پائیں

بچّوں نے رونا شروع کردیا بار بار رو رو کر التماس کرنے لگے اور وہ ضعیفہ بھی ان بچّوں کی طرفداری کرنے لگی۔

☆☆☆

www.ziaraat.com
Sabeel-e-Sakina

سورج طلوع ہوا اور دو بچّے جن کے ہاتھوں کے ساتھ ساتھ ان کا پورا جسم بھی رسّی میں بندھا ہوا تھا نہر فرات کے کنارے پڑے ہوئے گریہ کررہے تھے اور تین آدمی ان کے سر پر کھڑے تھے جن میں ایک مرد سیاہ پوست اور دو مرد سفید پوست تھے۔ ادھیڑ عمر لمبی لمبی موچھوں والے شخص نے اپنے غلام سے مخاطب ہو کر کہا: جلدی سے ان دونوں بچّوں کے سر کو ان کے بدن سے جدا کردے۔

غلام نے تلوار کو نیام سے نکالا اور ان بچّوں کی طرف آگے بڑھتے ہوئے بلند آواز سے کہا:

ابھی آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں!

بچّے لرزنے لگے چونکہ دونوں کے پیر رسّی میں بندھے ہوئے تھے لہذا بندھے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے پیروں کے ذریعہ پیچھے کی طرف کھسکتے ہوئے ابراہیم نے کہا:

اے غلام تم کس قدر جناب بلالؓ سے مشابہ ہو جو رسول اللہؐ کے مؤذن تھے، جناب بلال بھی تمہاری طرح سیاہ پوست تھے مگر ان کا دل بہت سفید تھا وہ بھی کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے۔

غلام: کیا تم بلال کو جانتے ہو وہ کون تھے؟ ہم انہیں کیوں نہیں جانتے ہم خاندان رسول ﷺ سے ہیں۔

غلام: کیا تم پیغمبر ﷺ کے خاندان سے ہو؟

ہاں خدا کی قسم ہم پیغمبر ﷺ کے خاندان سے ہیں ہم جناب مسلم بن عقیلؑ کے فرزند اور حضرت علی بن ابی طالبؑ کے نواسے ہیں۔

غلام ان جملوں کو سن کر فوراً پیچھے ہٹ گیا اس نے بلند آواز سے نعرہ لگایا تلوار کو ایک طرف پھینکا اور پھر بلند آواز سے کہنے لگا نہیں..... نہیں........ یہ نہیں ہوسکتا پروردگار مجھے معاف فرما میں ہرگز اپنے ہاتھوں کو خانوادہ پیغمبر اکرمؐ کے پاکیزہ خون سے نہیں رنگ سکتا پھر اس نے نہر فرات میں غوطہ لگایا اور تیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا اسکے دوستوں نے اس کو بہت ڈرایا اور سب وشتم کیا لیکن اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اب اس ادھیڑ عمر (ملعون) نے اپنے فرزند کی طرف مخاطب ہو کر کہا اب تم اس کام کو انجام دو تا کہ عبید اللہ کی نظروں میں سعادت مند قرار پاؤ۔

جوان مرد شمشیر کو نیام سے نکالتا ہوا ان بچوں کی طرف آگے بڑھا بچوں نے پھر

www.ziaraat.com Sabeel-e-Sakina

Presented by Ziaraat.Com

دوبارہ رونا شروع کیا اور پھر رو رو کر اس سے بھی التماس کرنے لگے اور پیچھے کی طرف پھر کھسکنے لگے اس جوان مرد نے بھی شمشیر کو ایک طرف پھینکا اور نہر فرات میں کود کر تیرتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔

اب وہ ادھیڑ عمر (ملعون) شمشیر کو نیام سے نکالتا ہوا غصہ میں ان بچّوں کی طرف بڑھا۔

بچّوں نے پھر رونا شروع کر دیا کپکپاتے اور لرزتے ہوئے لہجہ میں کہا: اے مرد بزرگوار آپ ہمیں اس بازار میں لے جا کر بیچ دیجئے جس بازار میں غلاموں کی خرید و فروخت ہوتی ہے تا کہ آپ مالدار ہو جائیں آپ کو خدا کا واسطہ ہمیں قتل نہ کیجئے اور کوئی ایسا کام نہ کیجئے کہ رسول خداؐ آپ سے ناراض و غضبناک ہو جائیں۔ وہ ملعون کہتا ہے! یہ قطعاً ناممکن ہے۔

مجھے دو ہزار درہم تم جیسے بچّوں کا سر قلم کرنے کے عوض ملیں گے دو عام بچوں کا سر قلم کرنے کے بدلہ میں نہیں۔

کم سے کم آپ ہماری رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابتداری ہی کی وجہ سے ہم کو قتل کرنے سے باز آ جائیں۔

تم حقیقت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نسبت نہیں رکھتے بلکہ تم دونوں جھوٹے ہو اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

آپ ہمیں زندہ عبید اللہ کے سامنے لے چلیں پھر اس کا دل جیسے چاہے گا وہ

Presented by Ziaraat.Com

ہمارے حق میں فیصلہ کردے گا۔

نہیں یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ میں تم دونوں کو قتل کر کے عبید اللہ کے نزدیک ایک بلند مقام حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

آپ ہماری اس کمسنی پر کچھ تو رحم کریں۔

افسوس کہ خدا نے میرے دل میں رحم رکھا ہی نہیں ہے۔

تو پھر اب ہمیں اجازت دے کہ ہم قتل ہونے سے پہلے چند رکعت نماز پڑھ لیں۔

ہاں میں تمہاری اس بات کو قبول کرتا ہوں اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ نماز پڑھنے سے تمہاری جان بچ جائے گی تو پڑھ سکتے ہو مگر اسی طرح بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ!

دونوں بھائی نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور اشک و آہ و تضرّع کے ساتھ نماز کو تمام کیا اور پھر سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا: یا حیّ یا قیّوم یا حلیم یا احکم الحاکمین احکم بیننا و بینه بالحق۔

وہ (مرد) اس دعا کو سن کر ہنسنے لگا اور ہنستا ہوا تلوار لیکر ابراہیم کی طرف چلا، ابراہیم پھر دوبارہ لرزتے ہوئے التماس کرنے لگے۔

محمد نے روتے ہوئے کہا یہ میرا چھوٹا بھائی ہے اور اس کو میرے سپرد کیا گیا تھا لہذا میرے سامنے اس کو قتل نہ کر۔

بہت اچھا میرے لئے کوئی فرق نہیں ہے۔ تقدیم و تاخیر تو ہو سکتی ہے مگر میرے ارادوں میں ترمیم نہیں ہو سکتی۔ اب اگر تمہارا مرنے کو زیادہ دل کر رہا ہے تو لو پہلے تمہارا کام

Presented by Ziaraat.Com

تمام کر دیتا ہوں تا کہ تم بعد میں یہ نہ کہہ سکو کہ یہ عجیب بے معرفت انسان ہے۔

چند لمحوں کے بعد بغیر سر کے دو بدن نہر فرات میں تڑپتے ہوئے اِدھر اُدھر غوطہ کھانے لگے اور وہ مرد (ملعون) نہر فرات کے کنارے دو چھوٹے چھوٹے سروں سے خون دھونے لگا۔

☆☆☆

عبیداللہ بن زیاد کوفہ کے دارالامارہ میں تختِ شاہی پر بیٹھا ہوا اپنے ہاتھ میں لکڑی لئے ہوئے ہے اور بہت زیادہ تعداد میں لوگ دربار کے اندر تختِ شاہی کے دونوں طرف کرسیوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے ہیں۔

عبیداللہ کے اشارہ کے مطابق وہ لمبی مونچھوں والا شخص دربار میں داخل ہوا اور عبیداللہ کو سلام کرتے ہوئے بڑے ادب واحترام کے ساتھ اس رومال کو جس میں دونوں بچّوں کے سر تھے بغل سے نکال کر عبیداللہ کے سامنے رکھّی ہوئی میز پر رکھ کر اس کی گرہ کھولنے لگا۔

جیسے ہی اس نے رومال کو کھولا اور لوگوں نے بچّوں کے سروں کو دیکھا تو دربار میں ہلچل مچ گئی اور لوگوں کی آواز دربار کی فضا میں گونج اٹھی۔

ان دونوں بھائیوں کے سروں کو دیکھنے کے بعد عبیداللہ تین بار اپنی جگہ سے اٹھا اور بیٹھا اس کے بعد اس نے پوچھا تو نے ان بچّوں کو کہاں سے حاصل کیا؟

اے میرے امیر یہ میری ایک رشتہ دار ضعیفہ کے گھر مہمان تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

عبیداللہ تم نے ان کے مہمان ہونے کی ذرّہ برابر بھی رعایت نہیں کی۔

جی ہاں اے میرے امیر آپ بجا فرما رہے ہیں۔

جس وقت تم ان کو قتل کرنا چاہتے تھے اس وقت انہوں نے کچھ کہا تھا؟

میری بہت زیادہ خوش آمد کر رہے تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ تم ہمیں قتل نہ کرو اور اگر تم کو مال چاہیئے تو تم ہم کو بازار میں لے جا کر فروخت کر دو کبھی کہتے تھے کہ تم ہم کو قتل نہ کرو اور زندہ عبیداللہ کے پاس لے چلو، کبھی کہتے تھے کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں میں سے ہیں لہذا ہم پر رحم کیجئے۔

ایک بہت بہادر اور دلیر شخص جو چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھا نیام میں رکھی ہوئی تلوار کو کمر پر حمائل کیئے ہوئے دوڑتا ہوا سامنے آیا اور سلام واکرام کے بعد بڑے ادب واحترام سے کہنے لگا:

آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اے میرے امیر!

عبیداللہ: اس کمینے انسان کو نہر پر لے جا اور جس جگہ اس نے ان دو بچوں کو قتل کیا ہے وہیں اس کی گردن بھی قلم کر دے۔

اور قتل کرتے وقت یہ خیال رکھنا کہ اس کا نجس خون ان بچوں کے پاک خون سے نہ ملنے پائے۔

وہ مرد (ملعون) حواس باختہ وگریہ وزاری کرتے ہوئے خوشامد کرنے لگا:

اے میرے امیر مجھ سے غلطی ہوگئی میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ آپ کی خدمت گزاری

Presented by Ziaraat.Com

کررہاہوں خدا کے واسطے آپ مجھ پراور میری بیوی بچوں پر رحم فرمایئے۔

عبیداللہ نے جواب دیا کہ:

اتفاق سے میں بھی تیری ہی طرح ہوں کہ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ذرہ برابر بھی رحم نہیں رکھا۔ چند سپاہی جلاد کے ساتھ اسے کھینچتے ہوئے دارالامارہ سے باہر کی طرف لے جانے لگے۔

☆ ☆ ☆

ابھی صدائے موذن بلند نہ ہوئی تھی اس مرد (ملعون) کا سرنوک نیزہ پر بلند شہر کوفہ اوراس کے اطراف کی بستیوں میں پھرایا جانے لگا بچے اس پر کنکریاں مارتے تھے اور کہتے تھے کہ:

یہ اولادِ پیغمبرؐ کے قاتل کا سر ہے۔

﴿منابع﴾

۱۔ ''منتہی الآمال''، شیخ عباس قمی جلد ۱ ص ۵۹۸۔۔۔۵۹۳

۲۔ ''الشہید مسلم بن عقیلؑ'' علامہ عبدالرزاق موسوی مقرم ص ۱۵۷۔۔۔۱۰۶
نقل از ''امالی الصدوق'' ص ۵۱

Presented by Ziaraat.Com